Departmrnt of Islamic Studies 13/07/2021

M.A. Islamic Studies Semester I, Paper MIS-106

Topic: Shibli Nomani Bahesiyate Tanqeed Nigar.

Dr. Mohd Akram Raza

شبلی نعمانی بحیثیت تنقید نگار:

علامہ شبلی نعمانی اردو تنقید کے ان بنیاد گزاروں میں سے ایک ہیں جن کو الطاف حسین حالی کے بعد اردو تنقید اور شعریات کے سب سے نمایاں نظریہ ساز نقاد کا نام دیا جا سکتا ہے۔ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں تنقید ہمارے سامنے ایک مستحکم روپ میں ابھرتی ہے اور تذکروں کی تنقید (جس کو تنقیدی شعور کے آغاز کا نام دینا زیادہ مناسب ہوگا)۔ کے دائرۂ کار سے باہر نکلتی ہے۔ اس کا سہرا سب سے پہلے مولانا الطاف حسین حالی اور اس کے بعد علامہ شبلی نعمانی کے سر بندھتا ہے۔ حالی نے (1893) میں مقدمہ شعر و شاعری لکھ کر ادبی دنیا میں ہلچل پیدا کی۔ آج بھی ان کے وضع کردہ اصولوں کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد شبلی نے بیسویں صدی کے آغاز میں ہی تقابلی تنقید کا ایک اور نیا رخ موازنۂ انیس و دبیر (1907) لکھ کر پیش کیا۔ الطاف حسین حالی اور شبلی نعمانی سے قبل اگر کوئی نقاد اردو میں نمایاں نظر آتا ہے تو وہ محمد حسین آزاد ہیں مگر آزاد کو شعرائے اردو کے تذکروں کے بعد اردو تنقید کے باقاعدہ آغاز سے قبل ایک ایسے ادبی تاریخ نویس کا نام دیا جانا چاہیے جس نے تذکروں کی اصطلاحات سے آگے بڑھ کر بعض تنقیدی تصورات کی وضاحت کا فریضہ انجام دیا۔ چونکہ ان کا تنقیدی اسلوب زیادہ دو ٹوک نہیں اور ان کی تنقیدی زبان پر بھی انشاپردازی کا غلبہ نظر آتا ہے اس لیے ان کو حالی اور شبلی کی برابری کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ ان ہی کی طرح اس زمانے میں امداد امام اثر نے بھی جو تنقید لکھی وہ بھی شبلی اور حالی کے دو ٹوک انداز و اسلوب کا درجہ حاصل نہیں کر پائی۔ شبلی نعمانی کی تنقید نگاری کا جائزہ لینے کی غرض سے تنقید کے بارے میں ان کی دو بنیادی کتابوں موازنۂ انیس و دبیر اور شعر العجم کا ذکر ناگزیر ہے۔ موازنہ کے ذریعے شبلی نے تنقید کو محدود دائرے سے نکال کر مغرب کے بالمقابل کر دیا وہ اس لیے کہ مغرب میں تو تقابلی تنقید کا چلن عام تھا مگر اردو میں تقابلی تنقید پر پہلی کتاب شبلی کی موازنۂ انیس و دبیر ہی سامنے آتی ہے۔ اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہی شبلی نے اپنی تنقیدی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا لیا۔

مرثیہ نگاری کے دو بڑے اور نمائندہ فن کار انیس و دبیر کے درمیان موازنہ کرکے شبلی نے ادب کو ایک نیا نقطۂ نظر دیا۔ آج بھی شبلی کی یہ کتاب تنقیدی میدان میں استناد کا درجہ رکھتی ہے اور اہل علم انیس و دبیر کو موازنہ کے سیاق و سباق میں رکھ کر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شعر العجم کی چوتھی جلد بھی ان کا تصورِ شعر، تنقیدی شعور اور اس کے علاوہ ادبی بصیرت قاری کو اپنی گرفت میں لیے بغیر نہیں رہتی۔ یوں تو شعر العجم کی پانچ جلدوں میں فارسی شاعری کی تاریخ ملتی ہے مگر چوتھی جلد کے پہلے حصہ میں تنقیدی اصول و نظریات سے بحث کی گئی ہے جو کہ نظری تنقید کے اعلیٰ نمونے قرار دیے جاسکتے ہیں۔ تنقید کے اصول و ضوابط اور نظریاتی مسائل کا اس طرح جائزہ لیا گیا ہے کہ وہ فارسی کے ساتھ ساتھ اردو شاعری کی پرکھ اور محاسن کی شناخت کا وسیلہ بن جاتے ہیں شبلی کے یہاں مشرقی شعریات کا اثر گہرا دکھائی دیتا ہے۔ شبلی کی تنقیدی تصانیف کے ذریعے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شعر و سخن کی پرکھ کے سلسلے میں بنیادی باتیں موازنہ میں موجود ہیں اور ان کی مزید وضاحت شعر العجم کی چوتھی جلد میں ملتی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شعر العجم میں موجود شعریات اور تنقیدی تصورات سے پہلے ہم موازنۂ انیس و دبیر کے مباحث پر ایک نگاہ ڈال لیں۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ موازنہ میں انیس و دبیر کے شاعرانہ کمالات کو پیش کیا گیا ہے۔ اور ان کی ادبی قدر و قیمت متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کے بیشتر حصے میں انیس کی شاعرانہ خوبیوں پر تفصیلی بحث ملتی ہے۔ ہر اعتبار سے دبیر کے مقابلے انیس کا مرتبہ بلند دکھایا گیا ہے۔ اس لیے اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد مخالفت کا بازار گرم رہا اور شبلی پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ دبیر کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔ دیکھا جائے تو یہ بات کسی حد تک درست بھی ہے کہ انیس کے مقابلہ دبیر کے کلام کا تجزیہ اس کتاب میں کم ملتا ہے۔ مگر اس کے باوجود شبلی نے جگہ جگہ دبیر کی علمیت، قوت اختراع، اور مضمون آفرینی کا اعتراف بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ دبیر کے کلام میں تشبیہات و استعارات کی ندرت و جدت کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مگر شبلی چونکہ اپنا سارا زور فصاحت و بلاغت پر صرف کر دیتے ہیں اس لیے انیس کے مقابلے انھیں دبیر کا کلام قدرے پھیکا اور کم حیثیت نظر آتا ہے۔ موازنہ میں فصاحت کی تعریف بہت جامع اور منظم انداز میں کی گئی ہے۔ شبلی نے اس انداز سے فصاحت کی تعریف کی ہے کہ آوازوں کے ذریعے الفاظ کے فصیح اور غیر فصیح ہونے کا فرق ہمارے سامنے نمایاں ہو کر آجاتا ہے۔ اسی

روشنی میں شبلی نے میر انیس اور مرزا دبیر کے کلام کو پرکھنے کی کوشش کی اور مثالوں کے ذریعے یہ صاف کر دیا کہ فصاحت کی عمدہ مثالیں میر انیس کے کلام میں کس طرح پائی جاتی ہیں۔ انھوں نے دونوں شاعروں کے مصرعوں یا شعروں کو سامنے رکھ کر یہ بات واضح کی ہے کہ انیس کا کلام دبیر کے مقابلے میں زیادہ فصیح معلوم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ مصرعے دیکھیے:

کس نے نہ دی انگوٹھی رکوع و سجود میں